بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینہ سے اجمیر تک

کاروانِ اسلام کا روحانی سفر

لسان المشائخ

علامہ انور صابری

ناشر و مرتب

لائق صابر

لکھنوی

تعداد بار اول دو ہزار

قیمت دو روپے پچاس پیسے

مطبوعہ

کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی

ملنے کا پتہ

صابریہ کتاب گھر چوڑی والان دہلی

قاری محمد سابق محلہ باغ قاضی لکھنؤ

فہرست

منم آوارہ و گم کردہ راہے

توئی خضر طریق و دیں پناہے

بنام رحمۃ اللعالمینی

نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

علامہ
انور صابری

حرفِ آغاز

بہت دنوں سے مجھے یہ فکر بے چین کئے ہوئے تھی کہ میں کسی نہ کسی طرح زیرِ نظر کتاب مرتب کر کے معرضِ اشاعت میں لے آؤں" مگر نہ حالات نے ساتھ دیا نہ وقت نے مدد کی جب جب ارادہ کیا ایک نہ ایک نئی الجھن درپیش ہو جاتی ایک طرف ملازمت میں وقت کی پابندی دوسری طرف اہل و عیال کی دیکھ بھال۔ صابری صاحب کی درویشانہ زندگی اور فقیرانہ طبیعت سے کون واقف نہیں ہے حضرت کی اُفتادِ طبع "مزاج کا مدوجزر" اپنی مثال آپ ہے۔" ان کی مختلف المزاج ادائیں بسا اوقات طبیعت پر گراں گذرتیں" بارہا اس بات کی کوشش میں ناکامی کا سامنا ہوا کہ "مدینے سے اجمیر تک" کا کتابی سفر جلد از جلد طباعت کی منزل میں آجائے" صابری صاحب کے مزاج پر قابو پانے کی کوئی نئی راہ نکل آنا آسان بات نہ تھی اتفاقات نے مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل کر دیا اس کتاب کے صفحات جس طرح فراہم کئے گئے ہیں اُن سے آپ بھی لُطف اندوز ہولیں۔ ایک بار صابری صاحب کے کپڑے اُن کے بکس سے نکالنا تھے، اس کتاب کے سلسلے کا ایک پُلندہ اُس بکس میں ملا دوسری بار کچھ اوراق کتابوں کی الماری سے ملے۔ غرض بڑی کاوش کے بعد کتاب مرتب ہوئی۔ ترتیب کی تکمیل ان منزلوں سے بھی گذری کہ

صابری صاحب پر اُن کی محبت اور شفقت کے سہارے دباؤ ڈال کر بھی کام لیا گیا، جس کے لئے اُن سے معذرت خواہ ہوں۔ بہرحال مدینے سے اجمیر تک کے سفر کا جائزہ آپ کے سامنے ہے مصنف اور مرتب کی محنت کا اجر "من جانب اللہ قبولیت" اور آپ کی تحسین پر منحصر ہے۔

اس سلسلے میں اُن تمام حضرات کا مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تدوین کے سلسلے میں میری رہنمائی کی۔ خصوصاً حکیم غلام مہدی راز (ایم۔اے) جن کے پُرخلوص مشورے اس کی ترتیب و تشکیل میں قدم قدم پر میرے لئے تعاون اور حوصلہ افزا ثابت ہوئے۔ وہ تمام حضرات بھی لائق شکریہ ہیں جنھوں نے اس کتاب کے پیش لفظ اور دیگر مضامین از راہِ نوازش تحریر فرمائے۔ خدا ان تمام حضرات کی کوششوں کو کامیاب و کامراں فرمائے۔ آمین

مجھے انتہائی مسرت ہے کہ امسال محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کے سنہ ۶۶۱ ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر جناب حسن ثانی نظامی نے اپنی گرانقدر آراء سے سامعین کو مستفیض فرمایا۔

اور حضرت علامہ انور صابری کو فرید الشعراء کے اعلیٰ خطاب سے نوازا۔

لائق صابر لکھنوی

چوڑی والان دہلی

کلماتِ خیر

سیدی وسندی حضرت قبلہ شاہ عزیز میاں نیازی مدظلہ کی دعا انور صابری کے ہاتھ یہ کام ہونا تھا بفضلہ بہ تصدق پیرانِ عظام اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

محمد تقی شاہ عرف عزیز میاں بریلوی

بنگرائے مردانِ حق آگاہِ عشق

از محمدؐ تا معینؒ یک راہِ عشق

انور صابری

شاہ آفاق احمد ردولوی صاحب قبلہ سجادہ نشین ردولی شریف کا ارشادِ گرامی

ہمارے انور صابری صاحب مزے کی باتیں کہتے کرتے بڑے پتہ کی باتیں کہہ گئے ہیں۔

ہمنشیں ذکرِ یار کر کچھ آج

اس حکایت سے جی بہلتا ہے

آفاق احمد ردولوی (کلیر شریف)

۴۔ جولائی ۱۹۶۶ء

نعت

محفلِ انبیا کے امام آپ ہیں
فخرِ کونین عالی مقام آپ ہیں

بادشاہِ فلک تاجدارِ زمیں
ہادیِ دو جہاں لاکلام آپ ہیں

دین و دنیا میں تائیدِ حق کے لئے
صاحبِ انصرام و نظام آپ ہیں

شمعِ علم و یقیں مہرِ عرشِ بریں
بزمِ اسریٰ کے ماہِ تمام آپ ہیں

حلقۂ اہلِ ایماں کے ہر دور میں
منزلِ جادۂ احترام آپ ہیں

جن کی سیرت ہے برہانِ ذاتِ خدا
وہ مجسّم خدا کا پیام آپ ہیں

روحِ انور کے مشکل کشا پیشوا
یا محمدؐ علیک السّلام آپ ہیں

انور صابری

پیش لفظ

مدینہ کا ابرِ کرم جب بارشِ رحمت لے کر کائنات کے ہر گوشہ میں پھیلا تو ہندوستان تک بھی اس کے دو ٹکڑے پہونچے۔ وہ یہاں کی زمین میں جذب ہوئے اور ابدی فیوض کے مراکز بن کر آج تک بلا تخصیص مذہب و ملت اور بلا تفریق رنگ و نسل ہر انسان کو منھ مانگی مرادیں عطا کر رہے ہیں۔ اور ان کی نسبتیں اسلام کے روحانی نظام کو مضبوط و مستحکم بنیادوں پر چلنے میں مدد دے رہی ہیں۔ قرآن جو اسلام کے حقائق کی اساس ہے، جہاں ہمیں زندگی کے دوسرے تمام شعبوں میں زندگی کا صحیح مفہوم سمجھا کر انسانیت کے راستوں پر چلنے کی تعلیم دیتا ہے وہیں اس نے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے بعد عبد و معبود کی جداگانہ حیثیتوں کا عرفان بھی کرایا اور کارخانۂ دنیا کو بے حقیقت ثابت کر کے بجز فانی عالم بقا کا مشاہدہ بھی کرا دیا۔

دنیاوی مسندِ خلافت اصحاب ثلاثہ رضؓ کے سپرد ہوئی۔ اُنھوں نے قرآن و سنّت کی روشنی میں وہی معاملہ کیا جس کی اسلام اجازت دیتا تھا۔ ان حضرات نے عدل و انصاف، حق و صداقت اور ایمان و یقین کے وسائل سے مسائل کا حل کیا اور دنیا نے تاریخ کے لئے اپنی زندگیوں کو پائندہ تر بنا کر پیش کیا۔ منشائے الٰہیہ اور مزاجِ نبوت کو پہچان کر ان کا ہر عمل اس پیمانہ پر تولا جا سکتا ہے جو قرآن نے

متعین کر دیا تھا۔ نفاذ اوامر و نواہی کے ساتھ ہی ساتھ ایمان و الفان، کی راہ بھی کھلی ہوئی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ اسرار سینۂ رسالت سے آگاہ تھے اور ان کی خلافت روحانی اعتبار سے ہمیشہ منفرد ہی رہے گی۔ اگر منشائے قرآن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے نور روحانی کمالات کے حصول سے فراغت پا کر سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ سیدنا عمر فاروق رضؓ اور سیدنا عثمان رضؓ کا دور خلافت، نفاذ اوامر و نواہی، کا دور تھا اور یہ پورا دور اسی قرن خیر کا ایک حصہ ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 'قرنی' فرما کر ممتاز و مفتخر فرمایا تھا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہ طبعاً روحانی آدمی تھے۔ انھوں نے محاربات اسلامی میں شجاعت مندانہ شرکت کے باوجود نبوت کے روحانی منشر ہی کو اپنا اصلی فریضۂ زندگی سمجھا۔ حرب و ضرب کی منزلیں طے کرتے وقت بھی وہ نبوت کے محرم اسرار عرفانی ہی تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے 'میدان جنگ'، اور 'خلوت عبادت' میں خطوط اتصال ہمیشہ قائم رکھے دن کو گھوڑے کی سواری سکھائی اور راتوں کو مصلوں کی سواری کا مقام بنایا۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہ خلافت ظاہریہ کی آخری اور خلافت باطنیہ کی پہلی کڑی تھے۔ انھوں نے نگاہ نبوت سے کیا پایا اس کی تو ان ہی کو خبر تھی۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ان سے جو سلسلہ فیض جاری ہوا وہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خلفائے ثلاثہ کی عظمت، ان کی تقدیس قول و فعل اور مجالس خلافت سے انکار اسلام کی پوری باعظمت تاریخ سے انکار ہوگا ان کے نقوش حیات غیر فانی تھے اور غیر فانی ہی رہیں گے۔ یہاں سوال اس عالم رنگ و بو کے نظام مملکت و حکومت کا نہیں، بحث ہے نبوت کے روحانی فیوض کی حضرت علیؓ نے اس معاملہ میں جانشینی رسالت

کا جو حق ادا کیا وہ بھی ابدی اور لازوال ہے۔

ہمارا ایمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جس طرح فرزند حضورؐ سیدنا ابراہیمؑ کی وفات نے دلیل ختم نبوت کا مقام حاصل کیا اسی طرح شہادت حسنین علیہم السلام نے بھی اس حقیقت کا ثبوت مہیا کر دیا کہ دولت عرفانی پسری وراثت کی محتاج نہیں تھی۔ یہ نعمت لازوال حصہ تھی حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا۔

حضرت خواجہ حسن بصری، خلافت علیؓ سے بہرہ مند تھے۔ خلافت راشدہ حضرت علیؓ کی ذات گرامی پر ختم ہو چکی تھی۔ اب تو محض خلافت روحانیہ نبویہ کا اجرا ہوتا تھا۔ وہ اپنے دور آغاز سے تا ایندم چلا آ رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک چلتا رہے گا۔ نبوت جیسا اوساً ختم ہو چکی۔ وحی الٰہی کا سلسلہ اب کبھی شروع نہ ہوگا لیکن الہامات نبوت کی قدر و منزلت برابر اپنا کام کر رہی ہے۔ وصال نبوی سے قیام قیامت تک حضورؐ اقدس کا مزاج نبوت ہر مقام اور ہر ملک میں جہاں جہاں اسلام کے خانہ بگوش موجود ہیں شیوخ تصوف کے روپ میں ظاہر ہوتا رہے گا اور قرآن و سنت کی روش ابدی کو قائم رکھتے ہوئے کبھی ختم نہ ہوگا۔

پانچ سو انیس سال بعد ہندوستان کے نصیب جاگے۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے مکاشفہ میں فرمایا، ”فرزند دلبند ارادۃ اللہ یہی تقاضہ کر رہا ہے کہ تم ہندوستان جاؤ۔ اللہ کے پاک دین کو چپہ چپہ پر پھیلاؤ وہیں رہو سہو اور وہیں کی خاک میں ابدی نیند کے مزے لو۔ اسی خاک سے اٹھو“۔ حضرت خواجہ نے یہ حکم سنتے ہی کمر باندھ لی۔ گدڑی پہن لی۔ کملی کاندھے پر رکھی اور اپنے مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے کہا۔

"ہمراہ ما بیا"

آگے آگے پیر پیچھے پیچھے مرید، ہاتھ میں مٹی کی بدھنی وضو کے لئے، کاندھے پر مصلّیٰ نماز کے لئے، ہندوستان کی طرف چل دیئے۔ نہ سواری میں گھوڑا، نہ توپ و تفنگ ہمراہ، دن بھر پیادہ پا چلنا اور رات کو کسی گورستان یا ویرانے میں بسر کرنا اسی طرح چلتے چلتے دلّی پہنچ گئے۔ ایک ایسے فقیر کی جس کی گدڑی میں ستر پیوند ہوں دلی کے متمدن شہر میں کیا پرواہ کی جاتی۔ آپ نہ بازاروں میں تقریر فرماتے تھے اور نہ ہندوؤں سے کہتے پھرتے کہ اسلام کی حقیقت کو مانو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ بلکہ خاموش اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے۔ لیکن وہ کشش صادق جو حضرت کی روح مبارک میں تھی برابر اپنا کام کرتی رہی۔ دلی کے راجہ پرتھوی راج نے یہ مقبولیت دیکھی تو خفا ہو گیا اور ایذا رسانی کے مختلف طریقے استعمال کرنے لگا۔ مگر صبر و رضا کی یہ جیتی جاگتی تصویر نہ گھبرائی اور اجمیر پہنچ گئے۔ وہاں حضرت نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی سکونت کی طرف خاتم المرسلین نے مجھے بھیجا تھا۔ اب فقیر یہاں سے کبھی نہ اُٹھے گا اور فقیر کا مرقد یہیں بنے گا۔

اجمیر پر بھی پرتھوی راج ہی کی حکومت تھی جب اسے مسلسل اطلاعات ملتی رہیں کہ عوام کا رجحان غریب نواز کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے تو وہ خود اجمیر آیا اور حکم بھیجا کہ آپ ہماری قوم کو بہکا رہے ہیں اور ان کا دھرم بھرشٹ کر رہے ہیں اس لئے یہی بہتر ہے کہ ہماری عمل داری سے نکل جائیں۔

غریب نواز نے جواب میں لکھا کہ فقیر کسی کو بلانے نہیں جاتا اور نہ مذہب اسلام پیش کرتا ہے آپ کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے افراد کو روک لیں، رہا میرے نکل جانے

کا معاملہ تو جب تک جس نے مجھے بھیجا ہے وہ حکم نہ دے گا میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ وہ بڑا زبردست ہے اگرچہ وہ اس وقت اپنے 'حریم وصال' میں آرام فرما ہے مگر اپنی ساری اُمت کی خبر رکھتا ہے۔

آں ذات مقدسش است ہر دم حاضر | بر حال جہانیاں بہر جا ناظر
دست من و دامان رسول و آلش | در ہر دو جہاں خواجہ محمدؐ ناصر

جب وہ میری پشت پر ہے تو مجھے کسی کا کوئی خوف نہیں آپ اپنی حکومت کو بچانے کی فکر کریں میری طرف توجہ نہ دیں۔

تاریخ بیں حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس ارشاد خواجہؒ کے کچھ دن بعد ہی نئے نئے انقلابات رونما ہوتے اور ایسی ہوا چلی جو پرتھوی راج کے راج پاٹ کو اڑا لے گئی۔

حضرت خواجہؒ کے ہندوستان آنے اور یہاں مستقل اقامت اختیار کرنے میں اس سرزمین سے محبت اور حب وطن کے بے پناہ جذبات پنہاں تھے۔ نبوت کا یہ پیغام کہ حب وطن منجملہ اجزائے ایمان ہے خواجہؒ ساتھ لاتے تھے اور اپنے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کے دلوں میں یہی جذبہ الفت نے روح حیات بنا کر بھر دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ اب تک ہندوستان میں جتنے حملہ آور آئے وہ ملک گیرانہ خیالات کو دماغوں میں لئے ہوئے آئے اور اکثر و بیشتر واپس چلے گئے لیکن غریب نواز مادی حکومت کے لئے نہیں روحوں اور دلوں پر بلا تیغ و تفنگ حکومت کرنے آئے تھے ان کا روحانی مشن خدائی تھا۔ اس لئے وہ پروان چڑھا اور کسی ایک جگہ

بھی تصادم و جنگ کے بغیر "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کی تفسیر ان کے سامنے عملی انداز میں آتی رہی۔

اگر تقلید خواجہ کو ہم اپنا نصب العین بنا کر چلتے تو کاروان اسلام کی ارجمندی کو روکنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ ہم میں حکومت کی بو آئی، درویشانہ سادگی کی جگہ بادشاہانہ عیش پسندی نے لی یہی وجہ ہے کہ ہمارا اصل مقصد فنا ہوتا گیا اور ہم عروج کے بجائے مائل بہ پستی ہوتے گئے یہ حقائق ہمارے سامنے ہیں ان پہ آج بھی غور کیا جائے اور تقلید اکابر کا راستہ اختیار کیا جائے تو عوام وطن کے دلوں میں ہمارے حکمرانوں کی بدولت جو نفرت بیٹھ گئی ہے وہ فقیرانہ زندگی اور پُرخلوص محبت کے وسائل سے تازہ مسائل کو حل کر سکتی ہے۔

ہندوستان دور قدیم سے 'یوگ ودیا' کا گہوارہ رہا ہے یہاں دیوتاؤں، اوتاروں، رشیوں اور سادھوؤں کی شکل میں فلسفۂ تصوف کے عملی ماہر پیدا ہوتے رہے ہیں اسلام نے اس فلسفہ کو جس انداز سے پیش کیا اس میں ماضی کی مبہم اور تشکک آفریں تشکیلیں نہ تھیں۔ ضرورت تھی کہ وحدت وتبلیغ کے ساتھ ہی ساتھ اصلاح فلسفہ تصوف کی خدمت بھی غلامان نبوت انجام دیتے۔

عالم اسلام میں سلسلہ علیؑ کے نائب اکمل حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ با غبار مکاشفہ یہاں حکماً بھیجے گئے۔ انھوں نے یہاں بدر وحنین کی جنگوں کی تقلید نہیں کی بلکہ خیبر کشا کی روحانیت کو وسیلہ بنا کر وہی راہ اختیار کی جو اس ملک کی آب وہوا کے لحاظ سے نفسیاتی طور پر ضروری تھی۔ جے پال جوگی کی فلک پرواز قوت کو عرش پیما پیغمبر کے اصولوں کی پیروی سے شکست دی۔ اور روحانی اعتبار سے انسانیت و مسلمانیت

کو ایک ہی مصدر کے دو صیغہ عمل بتایا۔ پہلی نامکمل تعلیمات روح تو ضرور تھیں لیکن اتمام و تکمیل نعمت کی جو دولت ورثہ رسالت میں وابستگان سلسلہ شیر خدا نے حاصل کی تھی اس کے سوا یہاں کے رواجی تصوف کی اصلاح ناممکن تھی۔

غریب نوازؒ کی متبرک زندگی کا ہلکا سا جائزہ اس زندہ حقیقت کو واضح کر دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی اور اپنے رفقاء کی بے داغ روحانی زندگی سے اس انقلاب عظیم کی بنیاد ڈالی جو سینۂ انکار میں ایمان و اقرار کی وسعتوں کو لازوال بنا تا گیا۔

آج تک غریب نوازؒ کے روحانی منسلکوں کی قبور سے وہی بوئے رسول ابھر کر پھیلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جسے رحمۃ اللعالمین کے باغ نبوت سے نسبت تا ثرہ ملی تھی۔

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ ہمارا مزاج، ہمارا عمل اور ہمارا کردار اپنے ماضی کی بلندیوں سے دور ہٹ کر نہایت پست ہو چکا ہے اور ہمیں دیکھ کر کوئی مفکر بھی اسلام کے پرانے روحانی وقار کا اقرار نہیں کر سکتا لیکن جن سے ہم منسوب ہیں ان کے روحانی سرچشمے آج بھی زندہ ہیں اگر ہم ان ہی کی جانب توجہ کر لیں تو بلا کسی محنت شاقہ کے ہمارا وجود اسلام اور اس کی روحانی قدروں کی ناقابل تردید دلیل بن سکتا ہے۔

اچھوں کے ذکر سے روح اچھا راستہ اختیار کرتی ہے اس لئے ہم نے قلب و روح کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والے طریقہ عشق کو اختیار کیا اور نظم کی مقبول ترین صنف کو اپنا کر ان بزرگوں کی یادوں کے تار چھیڑ دیئے جن کے روحانی نغمات آخر میں ہر دور میں "ساز روح" پر مچلتے ہی رہیں گے۔

ہم اسی کوشش میں جس کا تعلق صرف روحانی بزرگوں کے ارشادات و نشا سے ہے کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں، اس سوال کا جواب ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ ممکن ہے پڑھنے والے اپنے ضمیروں کی نئی روشنی میں اس کے جواب کا مطالعہ خود ہی کر لیں۔

خدا ہمیں اور آپ سب کو اسلام کے انسانیت نواز اور روح پرور حلقہ بگوشوں کو یاد رکھنے اور ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

اس کتاب کی ترتیب و اشاعت میں عزیزم لائق صابر کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ میں ابدی طور پر اس کی طباعت کا حق دار ہمیشہ انھیں کو سمجھوں گا۔

فقیرزادہ
انور صابری

کلامِ خواجہ بزبانِ دیوانِ خواجہ

آج کے دور میں جب ہماری روحانی قدروں کے اضمحلال نے تمام مادّی ادبار ہم پر نازل کر دیئے ہیں۔ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ہم اپنے پرانے اصولوں کے مطابق اُن کو یاد کریں جن کی یادوں کا شعور ہمیں "خوف وہراس" کے تصورات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس قدر ہمارا روحانی نظام درست ہوگا۔ اور اچھوں کے ساتھ نسبتِ قلوب قائم ہوگی اتنا ہی مادی ہلاکتوں سے ہم محفوظ رہیں گے۔ لسان المشائخ علامہ انور صابری نے اس اہم وقتی ضرورت کا احساس فرما کر "مدینہ سے اجمیر تک" بکھری ہوئی تاریخ کے مفید اوراق کو یکجا کر کے ایک اہم اخلاقی، انسانی اور روحانی فرض انجام دیا ہے۔ وہ نہ صرف ادیب اور شاعر اور مجاہد آزادی ہیں بلکہ اُن کا شمار سلسلۂ چشتیہ کے مستند اور مقبول خلائق درویشوں میں بھی ہوتا ہے۔ صابر پاکؒ اور حضرت محبوب الٰہی کی ملی جلی نسبت نے ان سے یہ کار "نیاز" کرا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ تعلق "عزیز" کی بنیادوں پر اُن کی یہ خدمت کائنات میں مقبول و عزیز ہوگی۔

(شیخ المشائخ)

دیوان سید صولت حسین

سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

مبارک سفر

مدینے سے اجمیر تک" کا عنوان "کاروان اسلام کے سفر کی وہ تاریخ ہے جو سابقون الاولون کے دور سے لے کر قرن وسطیٰ تک کے روحانی عروج سے عبارت ہے۔ فروغ اسلام کے تصورات کے تحت جتنی شکلیں آئینۂ خیال میں متحرک نظر آئیں گی ان میں "نائب رسول اللہ فی الہند حضرت معین الملۃ والدین" خواجۂ خواجگان خواجہ اجمیری کی شکل مبارک سب سے زیادہ نظر آئے گی" کیونکہ مدینے سے ہادی اسلام کی جانب سے اذن سفر کا ملنا" اور ایک عظیم روحانی شخصیت کا داعی اسلام کی حیثیت سے ہندوستان میں آ کر اجمیر میں قیام پذیر ہونا" روحانیت کے پیغمبرانہ سلسلے کی کڑیوں کو جوڑ دیتا ہے۔

حضرت علامہ انور صابری کی پیش نظر تصنیف " اس بات کی گواہ ہے" کہ علامہ موصوف کی نظر میں تبلیغ اسلام کا حقیقی سرچشمہ ہے۔ "کردار کی بلندی" اخلاق کا عروج اور اہل اللہ کی روحانیت کا فروغ ہے۔

ناظرین اس اہم اور با مقصد کتاب کی اشاعت پر حضرت علامہ انور صابری کی کاوشوں کو سراہیں گے اور کتاب کے مرتب میاں الاکوق صابر کو ان کی اس خدمت کے تحت جو دین اور تبلیغ دین کی اعانت کرتی ہے مبارک باد دیں گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

(مسیح الہند حکیم خواجہ) سید احمد جمیل شاہ قادری جہانگیری۔ دہلوی
(خلیفۂ اعظم) امام العارفین حضرت مولانا شاہ محمد عبدالقدیر صاحب قادری جہانگیری دہلوی
۳۵۵۸ خانقاہ قادری کٹرہ بابر بیگ۔ دہلی

مصنّف اور تصنیف

دُنیا "مومن کے لئے دوزخ ہے اور غیر مومن کے لئے جنّت" بات بات ہوتی قرآن کی بات ہو یا حدیث کی "میرے جیسے غیر مذہبی آدمی کے لئے دنیا کو دنیا کی حیثیت سے سمجھنے کے لئے بہت سے نظریے ہیں۔ دنیا دار العمل ہے دنیا دار المحن ہے دنیا کا نظام کون چلا رہا ہے اس نظام کو چلانے والا" کیسا ہے" بقول جوش ملیح آبادی

ہم ایسے اہلِ نظر کو ظہورِ حق کے لئے اگر رسولؐ نہ آتے تو صبح کافی تھی

یا اس کتاب کے مصنّف علامہ انور صابری کی شعری تشریح میں یوں سمجھا جائے

عمر بھر میری حقیقت نہ سمجھنے والے
تو سمجھتا تو زمانے کا خدا ہو جاتا

عظیم شخصیتوں کا انسانوں کے درمیان آکر کوئی پروگرام پیش کرنا یا اُن کے متبعین کا اُس پروگرام کو عملی جامہ پہنانا اہم کارنامہ ہوتا ہے جو تاریخ کے اوراق میں اضافہ کرتا ہے "کسی پروگرام کی اصل روح کو سمجھ لینا اصل مسئلے کو حل کر لینا ہوتا ہے" اسلام اور ہادیٔ اسلام کا ہمارے وطن سے جو تعلق ہے اُس کے لئے اقبالیات کا مطالعہ کرنے والے اقبال مرحوم کے ارشادات وکنایات سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ؎

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا چشتیؒ نے جس زمیں کو رشکِ چمن بنایا
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

علامہ انور صابری جیسے صاحب فکر و نظر" ادیب اور شاعر کے لئے "مدینے سے اجمیر تک" کے موضوع پر کوئی کتاب تصنیف کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ صابری صاحب انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مادی کاوشوں کے سوالات کا جواب روحانی سرگرمیوں سے دینے کی مرشدانہ صلاحیت رکھتے ہیں "مادی ذرائع اور وسائل" تغیر مستقل ہوتے ہیں۔ "روحانیت کا لائحہ عمل استقلال رکھتا ہے"۔ مدینے سے اجمیر تک کا سفر روحانی سفر ہے۔ صابری صاحب گلریز فضا بنانے کے لئے "گلکاریوں سے کام لینا جانتے ہیں وہ قلزمِ روحانیت کے مشتاق شناور ہیں" وہ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست" کے قول پر ایمان رکھتے ہیں۔ آقائے مدینہ کے خوابِ حقیقت کی تعبیر مجاز خواجۂ اجمیرؒ کا عزمِ مصمم ہے جس نے اسلام کے روحانی فلسفے سے ہندوستان کے باشندوں کو روشناس کیا۔" قابل مبارکباد ہیں عزیزم محمد لائق صابر لکھنوی جو صابری صاحب جیسی قلندر مزاج شخصیت پر حاوی ہو کر ایک کار آمد تصنیف حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔" اگر دعا" اپنی کوئی تاثیر رکھتی ہے تو یقیناً مدینے سے اجمیر تک کا کتابی سفر کاروانِ اسلام کے عزم مستقل میں مدد دے گا۔

عبد الرشید خاں قمر لکھنوی۔ بشیر منزل کٹرہ اعظم بیگ لکھنؤ

تاثراتِ طاہر

مجھے بچپن ہی سے مذہبی ماحول نصیب ہوا۔ گھر میں اسلام کی ضروری تعلیمات خاندان کا لازمی تبرک تھیں۔ بقول اور ایمان کو قرونِ اولیٰ کے سانچے میں پروان چڑھانا نہایت مشکل ہے۔ لیکن میرے والدِ جناب "گلاب محمد" صاحب درحقیقت چمن زارِ اسلاف کے شگفتہ گلاب ہی تھے۔ اُن کے پُر نور چہرے کی شعاعیں میری آنکھوں نے جذب کیں اور حتی المقدور سینے کو ظلمتوں سے بچانے میں اُن کی مدد حاصل کرتا رہا۔

والدہ محترمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی بے حد معتقد تھیں۔ غالباً وہ کئی بار مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر فیوض کی دولت سے مالا مال بھی ہو چکی تھیں۔ اُن کی زبانی غریب نواز کی "سیرتِ مقدسہ" کے مختلف پہلو میرے سامنے آتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع ہی سے تمام اولیا کے ساتھ عموماً اور سلطان الہند کے ساتھ خصوصاً شیفتگی بڑھتی رہی۔

اجمیر شریف حاضر ہو کر متعدد مرتبہ جالیوں کو چوما۔ نقوشِ پا کے ذرّوں کو تلاش کیا۔ بے ارادہ نگاہوں نے گنبدِ مبارک کو بوسے دیئے۔ آنکھوں نے عقیدت کے چراغ پلکوں پر روشن کئے۔ سب کچھ مانگا اور سب کچھ پایا۔

لوگوں کو گمان ہے کہ میرے پاس دنیاوی دولت کے وافر خزانے ہیں۔ خدا کرے ان کا یہ وہم حقیقت میں تبدیل ہو جائے مجھے ایک دولتِ لازوال ضرور ملی ہے اور وہ ہے فسق و فجور کی شدتوں کے بعد بھی اربابِ چشت کے سرتاج۔ نائبِ رسول

فی الہند حضرت خواجہ غریب نواز کا کرم!

میں اسے بھی اُنھیں کا کرم سمجھتا ہوں کہ تمرّدِ گناہ کی لعنت سے پاک ہوں۔ مجرم ہوں، مگر۔ خادم امیدوارِ رحمت اور طالب شفاعت۔

فخر درویشاں۔ صاحب حال شاعر اور وطن عزیز کے فدا کار مجاہد آزادی حضرت علامہ انور صابری میرے حال پہ بے حد نوازش فرماتے ہیں۔ میں انھیں کے توسل سے حضرت مخدوم علاء الدین صابر کلیری کے وابستگانِ زلفِ عقیدت تک پہنچا۔

ایک روز غریب خانہ پر بہت ولولہ آفریں کیف طاری تھا: بھائی سادھو رام صاحب آرزو سہارنپوری جو درحقیقت ایک فدائے رسول ہندو مجذوب ہیں، علامہ صاحب کو چھیڑتے رہے اور لطفِ تقریر اٹھاتے رہے۔ علامہ صاحب نے اس مجلس میں مدینہ سے اجمیر تک اسلام کے روحانی سفر پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔

میں نے عرض کیا یہ نثر اگر نظم میں تبدیل ہو جائے تو ارتقائے روحِ ایمان میں مدد دے گی مجھے فخر ہے کہ وہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں اور بچوں کی ضد کی طرح میری ہر آرزو کو پورا فرما دیتے ہیں، خدا کا شکر ہے کہ زیرِ نظر مجموعۂ الہامات آپ کے سامنے لانے کی سعادت برادرم لائق صابر نے پا ہی لی۔

آپ اسے پڑھیے، روحانی بلندی پائیے اور اسلام اور وطن عزیز ہندوستان کے پُر عظمت محب وطن خواجہ کی تعلیمات میں حب وطن کی بصیرت حاصل کیجیے۔ مدینے میں گنبد خضرا ہے اور ہندوستان میں روضۂ خواجہ۔ یہ شرف بھی اپنے وطن کے سر کو بے حد اونچا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلائے۔ انسانیت کی بے غرض خدمت کرنے اور اپنے وطن کی عزت کو بڑھانے کی وہی طاقت دے جس کا سرچشمہ ہمیں مدینے کے دریائے فیض کی اجمیری نہر سے آشنا کرتا ہے۔

جی۔ ایم طاہر ۲ اوٹرم بی اسٹریٹ کلکتہ ۱۶/

○

رحمتِ کونین فخرِ انبیا و مُرسلیں
وجہِ تخلیقِ دو عالم نازشِ دنیا و دیں
آپ کی ذاتِ گرامی آپ کا ذکرِ مُبیں
غایتِ ایمانِ کامل مقصدِ شرعِ متیں
ہے ازل سے تا ابد سب آپؐ ہی کا فیضِ عام
سیّدِ عالم امامِ اوّلیں و آخریں
تاجدارانِ جہاں اُس کی نگاہوں کے غُلام
آپؐ کے در کی گدائی کا ملا جس کو یقیں
بندگی کی اللہ اللہ عظمتوں کا یہ مقام
آپ کا نقشِ قدم ہے زینتِ عرشِ بریں
ذرّہ ذرّہ خاکِ پا کا ہم جمالِ مہر و ماہ
مرکزِ انوارِ یزداں آپ کی لوحِ جبیں

آپ پر ہوتا تھا جب وحیِ الٰہی کا نزول
وِرد کرتے تھے درودِ پاک کا رُوح الامیں
آپ کے سینے میں تھا گنجینۂ علمِ خُدا
ہادیِ اُمّیؐ لقب توحید کے درس آفریں
آپ کے ادنیٰ اشاروں سے کھُلے اسرارِ حق
جنبشِ لب نے کئے پیدا ہزاروں عارفیں
جوہرِ "والشمس" عکسِ عارضِ روشن کا نام
سورۂ "واللیل" ہے آئینۂ زلفِ حسیں
معنیٔ والفجر ہونٹوں کے تبسّم پر نثار
حلقۂ "یٰسین" جو اِحسن کا گوشہ نشیں
آپ نے اُس کو خدائے پاک تک پہنچا دیا
ہو گیا ہے عشق جس کا آپ کے دل سے قریں
"آشنائے" کی وساطت سے ہوا مدحت گذار
آپ کا انورؔ ثنا خوان و غلامِ کمتریں

سرورِ کون و مکاں کے جانشینِ کامیاب
یا علیؓ مشکل کشا۔ شیرِ الٰہی۔ بو تراب
آپ کو خود ہادیِ کونین نے فرما دیا
اپنے قصرِ علم و عرفاں کا جلالت ریز "باب"
"لحمک لحمی" کی اس تفسیر پر نازاں ہوں میں
خوابِ دینِ مصطفےٰ کی آپ ہیں تعبیرِ خواب
جزوِ ایماں آپ کی ہیں فاطمہ بنتِ رسولؐ
اہلِ جنّت کا جنھیں بخشا مشیت نے شباب
معرفت کی منزلوں میں آپ ہیں خضرِ طریق
آپ کی تقدیسِ نسبت کا نہیں کوئی جواب
حشر تک پیتے رہیں گے اولیائے کاملیں
آپ کے در سے خمستانِ نبوت کی شراب

خاتمِ دورِ رسالت تھے محمدؐ مصطفٰے
آخری ہیں آپ ارکانِ خلافت کی کتاب
رُوح کے فیضان کی تقسیمِ دولت کے لئے
روزِ اوّل ہو چکا تھا آپ ہی کا انتخاب
آپ کی آنکھوں میں تھا ہر جلوہ روئے حضورؐ
بہرِ تکمیلِ محبّت بے حجاب و بے نقاب
باعثِ تزئینِ اوصافِ ولایت بن گیا
"حیدرِ کرار" کا پایا ہوا دل کش خطاب
وہ حسن بصری چراغِ بزمِ عرفاں بن گیا
ہو گیا جو آپ کی چشمِ کرم میں باریاب
چُومنے سے سرورِ کونین کے نقشِ قدم
ہو گئے ہیں آپ دُنیائے وفا کے آفتاب
منقبت سے آپ کی انورؔ یقیناً ہو گیا
بے نیازِ پرسشِ ہنگامۂ روزِ حساب

○

یا "حسنؓ بصری" مرادِ روحِ فیضانِ علیؓ
رشکِ گلزارِ بہشت و سروِ بستانِ علیؓ
ہیں علیؓ تمہیدِ رودادِ فیوضِ شاہِ دیں
آپ ہیں لاریب سرافرازِ عنوانِ علیؓ
"حیدرِ کرار" جانباز امام الانبیا
آپ کا دل آپ کی آنکھیں ہیں قربانِ علیؓ
"بابِ علم مصطفےٰ" تھی ذاتِ پاکِ مرتضیٰ
آپ قصرِ معرفت کی شانِ دیوانِ علیؓ
آپ کو کہنا بجا ہے دین داروں کے لئے
قبلۂ دینِ متین و جانِ ایمانِ علیؓ
جاں نثارانِ علی کے واسطے ہیں آپ ہی
کاروانِ زندگی کے ساز و سامانِ علیؓ

آپ ہی کے دم سے روشن ہے جہانِ عشق میں
باہمہ انوارِ یزداں شمعِ عرفانِ علیؓ

عین برہانِ رسالت سیرتِ خیبر کشا
آپ دُنیائے عقیدت میں ہیں برہانِ علیؓ

ہر عمل سے آپ کے ثابت ہوا یہ رازِ حق
ہر عمل تھا آپ کا واللہ شایانِ علیؓ

آپ کے ڈھالے ہوئے ہر پھول سے ظاہر ہوئی
عظمتِ رنگینی و حسنِ خیابانِ علیؓ

آپ کی بیعت فلاحِ دین و دُنیا کی ایمن
آپ کے ہاتھوں میں ہے مضبوط دامانِ علیؓ

ہو عطا ہم کو بھی اے مقبول بابِ بوالحسنؓ
کوئی خیراتِ سخائے وسعتِ خوانِ علیؓ

سلسلے میں آپ ہی کے انورِ رنگیں نوا
ہے بحمد اللہ فدا کارِ غلامانِ علیؓ

خواجہ عبدالواحد ابنِ زید، ممتازِ جہاں
چشتیوں کی منزلِ عرفاں کے میرِ کارواں
اے حسن بصری کی آنکھوں کے جمالِ پُرضیا
بادشاہِ اہلِ عرفاں تاجدارِ چشتیاں
محفلِ اربابِ ایماں میں باندازِ یقیں
آپ کی تاریخ اقدس ہے مرادِ داستاں
آپ کے کردار کا ہر نقشِ صادق بن گیا
معرفت کے قافلوں کی سربلندی کا نشاں
آپ ہی کے تذکروں سے اب بھی مالامال ہے
جذب و مستی کی حدوں میں مجلسِ روحانیاں
آپ ہی نے ہم کو دی ہے دعوتِ حبل المتیں
آپ کے دامن سے وابستہ ہیں ہم سب بے گماں

عشق کی روحوں کے اندر آگ بھڑکاتا گیا
آپ کے پُرسوز سینے سے جو اُٹھا تھا دُھواں
آپ کے فیضان کا ڈھل ہی نہیں سکتا شباب
آپ کی نسبت رہے گی حشر کے دن تک جواں
آپ کے مرقد کا ہر ذرّہ نظر آنے لگا
دیدۂ حق کوش کو آئینہ باغِ جناں
آپ ہی کے ہیں مرید جادۂ صبر و رضا
درحقیقت ہادیانِ اولیا و عارفاں
جس کی ہے وابستگی فخرِ غلامانِ رسولؐ
اُس نظامِ معرفت کے آپ ہیں روحِ رواں
آفتابِ حشر کی گرمی کا پھر خطرہ ہی کیا
آپ کے آغوشِ رحمت میں جو مل جائے اماں
کیوں نہ اپنی خوبیِ قسمت پہ ہو انورؔ کو ناز
بندہ پرور آپ کا ہے مخلصانہ مدح خواں

اے "فضیل ابن عیاض" اے باغِ عرفاں کی بہار
آپ کے چہرہ سے تھی شانِ نبوت آشکار
آپ کے ہر لفظ میں تھی شرحِ قرآنِ مبیں
آپ کی ہر بات تھی قولِ نبیؐ کی رازدار
"نغمۂ توحید" سے تھی مست روحِ پاک باز
سینہ پہ داغ تھا گلہائے دیں کا لالہ زار
شام سے تا صبح یادِ حق میں رہتا تھا مدام
چشمِ یزداں کوش کا دامانِ غمگیں اشکبار
فقر و فاقہ کو رسولِ حق کی سُنّت جان کر
آپ نے رکھا زمانے میں ریاضت کا وقار
شوق کی نظروں نے پایا وہ عروجِ قُربِ حق
دیدۂ پُرنم رہا انوارِ یزداں در کنار

وردِ "مزمّل" میں اکثر آخرِ شب تک حضور
آپ کی پیشانیٔ اقدس رہی سجدہ گذار
قاسم الخیراتِ حق نے جس کو بانٹا تھا کبھی
آپ ہیں اُس بادۂ عرفانِ دیں کے بادہ خوار
گلستانِ عشق کے ہر غنچۂ نوخیز کو
آپ کی نظروں نے بخشا عارضِ گل کا نکھار
پڑ گئی جس پر نظر اپنے حسیں انداز سے
اس کے ایماں کی جبیں ہوتی گئی خود تاب دار
آپ کی زلفِ عقیدت کا ہر اک پابندِ شوق
ہو نہیں سکتا اسیرِ گردشِ لیل و نہار
آپ ہیں اربابِ عرفاں کے تجمل کی قسم
ہادیانِ علمِ دیں کے مایۂ صد افتخار
آپ کے صدقے میں پڑھ لیتا ہے انورؔ صبح و شام
لافتیٰ الا علیؓ لاسیف الا ذوالفقار

حضرتِ ”سلطان ابراہیم بن ادہم“ السّلام
آپ کا اونچا ہے اربابِ طریقت میں مقام
سازِ حق کی آپ وہ حق آفریں آواز ہیں
جس سے ہوتی ہیں محبت کیش روحیں شادکام
مانتے ہیں آپ کو سجدہ گزارانِ وفا
جذب و مستی کی نمازِ عشق و عرفاں کا امام
گو ”طریقت“ کی رہی طاری ہمیشہ بے خودی
پھر بھی رکھا آپ نے شرعِ متیں کا احترام
کوثرِ عرفانِ حقیقت کے عطا کرتے رہے
تشنہ کاموں کو پئے اخلاص دیں بھر بھر کے جام
جان دے دی آپ کے قدموں پہ جس جانباز نے
اُس نے پائی ہے صلے میں دولتِ عمرِ دوام

ہر نفس میں آپ کے تھی جذب روح معرفت
آپ سلطانِ ولایت ہیں جہاں میں لاکلام
عظمتِ "الفقر فخری" کی سعادت کے لیئے
آپ نے سمجھا شہنشاہوں کی صحبت کو حرام
زہد و تقویٰ کے اُصولوں پر عمل کرتے ہوئے
آپ نے رکھا عبادت میں وفا کا التزام
آپ کے کوچے کی رسوائی جسے حاصل ہوئی
ہو گیا وہ نیک ناموں کی صفوں میں نیک نام
"بابِ علمِ مصطفےٰ" کے قصرِ ایماں کے لئے
آپ نے دل سے سجائے ہیں ہمیشہ سقف و بام
تھا حدیثِ سرِ کونین کی شرح مبیں
آپ کے ہونٹوں سے ہر نکلا ہوا دلکش پیام
ہے دعا انور کی لکھے تازہ مدحت روز و شب
عمر کا قصہ اسی شغلِ حسیں میں ہو تمام

○

"حذیفۃ المرعشی" مرادِ نگاہ سردارِ انبیا ہیں
ازل کے دن سے یہی طریقت کی راہِ عرفاں کے رہنما ہیں
انھیں کے ذکرِ جمیل و اقدس کا ورد کرنے سے اہلِ دل کو
قسم خدا کی خدا ملا ہے یہ مرشدِ جادۂ خدا ہیں
انھیں کے مسلک سے قلب مومن سکون پائیگا زندگی کا
یہی شریعت کے ناخدا ہیں یہی طریقت کے پیشوا ہیں
ہجوم باطل کی سخت ظلمت مٹی انھیں کی تجلیوں سے
یہی چراغِ حریم حق کی ابد تجمل نئی ضیا ہیں
کرم کی بھیک ان سے مانگتے ہیں مزارہا اے التفات خواہ
خزانہ مصطفےٰ کے داتا یہی سراپا عطا ہیں
علی رضؓ شیر خدا کے دلبر حسینؓ ابن علیؓ کے عاشق
عمل کی دنیا ہیں جانتے ہیں سبھی کہ یہ جانِ مرتضیٰ ہیں
انھیں کی نسبت پہ جی رہا ہوں ہزار ہا رنج سہہ کے انور
یہی مرے کعبۂ تمنا یہی مری روح مدعا ہیں

○

"ہبیرۃ البصری" خضرِ اصفیا تم ہو
جہانِ عشق کی کشتی کے ناخدا تم ہو
ہر ایک صاحبِ نسبت کا آسرا تم ہو
لبِ رسول سے نکلی ہوئی دُعا تم ہو
جُھکے ہیں پاؤں پہ سر جس کے تاجداروں کے
درِ نبی کے وہی مقتدر گدا تم ہو
خلافِ شرع نہ اُٹھا کبھی قدم کوئی
خدا گواہ کہ سرتاجِ اتقیا تم ہو
نظر نظر میں صحابہ کا نور رقصاں ہے
قرونِ خیر کے آئینۂ وفا تم ہو
امام اپنا سمجھتے ہیں جس کو دل والے
یہ واقعہ ہے وہ ممتازِ اولیا تم ہو

قسم ہے رحمتِ کونین کے تصوّر کی
مری نگاہ میں محبوبِ کبریا تم ہو
نظر کی زد پہ جو آیا وہ بامراد ہوا
درِ حضور کے سرچشمۂ سخا تم ہو
نگار خانۂ قدرت میں بے مثال و عدیل
جواب جس کا نہیں ہے وہ دل ربا تم ہو
شمار اپنوں میں کرتا ہے خود خدا جن کو
خدا گواہ وہی مردِ باخدا تم ہو
جسے سمجھتا ہے مقصود التجا انورؔ
وہی وسیلۂ تکمیلِ التجا تم ہو

○

خواجۂ مُمشاد ممدوحِ زبانِ اولیا
نورِ پیکر آفتابِ آسمانِ اولیا
آپ کی ہستی سراپا جسم وجانِ اولیا
آپ ہیں واللہ تفسیرِ بیانِ اولیا
آپ کے لب ہیں مجسّم ترجمانِ اولیا
آپ کی آنکھیں مکمّل ہیں جہانِ اولیا
آپ کا ہر اک مرید باصفا پایا گیا
سروِ باغِ قدس و نازِ گلستانِ اولیا
عظمتِ افلاک تک پہنچا دیا ہے آپ نے
منزلوں میں عشق کی اونچا نشانِ اولیا
آپ نے پایا بزرگانِ سلف کے فیض سے
معرفت میں اک مقامِ جاودان اولیا

روح کے پیاسوں کی خاطر ابرِ گوہر بارِ عشق
ہیں یقیناً آپ بحرِ بیکرانِ اولیا
آپ کی راہوں پہ چل کر پا گیا اپنا پتہ
حق تو یہ ہے رہنمائے کاروانِ اولیا
کثرتِ عصیاں کے عالم میں کسے کیوں خوفِ حشر
آپ کا انورؔ غلامِ خادمانِ اولیا

اے ابو اسحاق شامی مقتدائے اولیا
رہنمائے اولیا و پیشوائے اولیا
آپ کی ذاتِ گرامی ہے بساطِ دہر میں
ملجا و ماورئے ایمانی برائے اولیا
آپ کے دل کی بلندی آپ کا عرفانِ حق
ہے متاعِ زندگانی کی بہائے اولیا
آپ مقبولِ خدا ہیں آپ محبوبِ رسول
آپ ہیں مجموعۂ حُسنِ دعائے اولیا
آپ کے رُوئے مبارک میں نہاں پایا گیا
عشق کے دستور کا رنگِ وفائے اولیا
لاکھ اُٹھے کفر کے طوفانِ درد و غم مگر
آپ ہی ثابت ہوئے ہیں ناخدائے اولیا
پائے گا روزِ قیامت آپ ہی کے فیض سے
دادِ رحمت انورِ مسکیں گدائے اولیا

○

"ابو احمد" چراغِ بزمِ عرفاں
امام العارفانِ و قطبِ دوراں
خبردارِ کنوزِ "کنت و کنزاً"
حکیم و نکتہ دانِ سرِّ ایماں
امینِ دولتِ علمِ لدُنّی
معانی یابِ احکاماتِ قرآں
گدائے کوچۂ سلطانِ بطحا
مگر ہم بے کسوں کے میر و سلطاں
نظر رمز آشنائے "ذاتِ مطلق"
تبسّم معرفت کا کوثرستاں
حرم کی خلوتِ نور آفریں ہیں
بصد تنویرِ حق شمعِ فروزاں

نگارِ مست و مخمورِ ازل ہیں
حسیں مے خانۂ توحید رقصاں
زباں دانِ عروجِ عرشِ اعظم
قیامِ جذبِ دل استادِ دوراں
حقیقت آشنائے نفی و اثبات
ہمہ تن دستگیرِ پاک بازاں
"فضائے احدیت" کی روحِ گلشن
چمن زارِ علیؓ کے سروِ ارماں
کرم ہوگا اگر انورؔ کو مانیں
شریکِ حلقۂ خیلِ غلاماں

○

"بومحمد" خواجۂ ایمان و دیں
فیضیابِ رحمۃُ اللعالمیں
مسندِ عرفانِ کامل کے لئے
قابلِ تبریک و عظمت جانشیں
آئینہ خانے میں اہلِ عشق کے
لائقِ دیدارِ تصویرِ حسیں
ہر نفس تنزئیہ کامل کے بعد
منزلِ اسلافِ عرفاں کے قریں
آسماں کے واسطے فخرِ زمیں
نازشِ توقیرِ اربابِ زمیں
پختہ کارِ مسلکِ مشکل کشا
یادگارِ روحِ اصحابِ یقیں

از طفیلِ شوق پابوسِ رسول
محرمِ رازِ دلِ روح الامیں
خلوتِ شب میں بفیضِ جذبِ عشق
جلوۂ صبحِ سعادت آفریں
کِس سے انورؔ نسبتِ ایماں رکھے
آپ جیسا جب کوئی ملتا نہیں

○

"اے ابو یوسف" مجسم "ناصر الدّین" جہاں
مخزنِ اسرارِ عرفانِ شہِ کون و مکاں
آپ ہیں ان کے فدائے جوہرِ حسنِ کلام
سنگ ریزوں کو عطا کی جن کے ہونٹوں نے زباں
آپ کے در سے چلے ہیں صاحبانِ سوزِ عشق
ہو کے ممتازِ محبت کارواں در کارواں
آپ سے جو بھی کرے گا دولتِ ایماں طلب
جا نہیں سکتی کبھی اس کی عقیدت رائگاں
آپ کے مرقد پہ کرتے ہیں فرشتے لا کلام
آسمانوں سے اتر کر رحمتوں کا سائباں
آپ کو تسلیم کرتے ہیں امامِ راہِ شوق
مقتدائے عاشقاں و ہادیِ روحانیاں
کاش انور کو ملے دربارِ حق آثار سے
عشق کی فطرت کا حاصل کیفِ سوزِ جاوداں

○

حضرت "مودود چشتی" عارفِ ذاتِ خدا
مقصدِ دینِ محمدؐ نورِ چشمِ مصطفےٰ
ایک مولیٰ۔ ایک قرآں۔ اک محمدؐ کے سوا
ذہن و دل میں آ نہیں سکتا ہے کوئی دوسرا
کلمۂ طیب کی تشریحِ مجسم بالیقیں
ہو نشہ رازِ وحدت بے نیاز ماسوا
"قربِ یزداں" کی سعادت کے حسیں انداز میں
مل گیا ہے آپ کو زہد و عبادت کا صلہ
ابتدائے عشق نے پائی ہے دل سے آپ کے
وارثینِ انبیا کی منزل ہر انتہا
کر نہیں سکتی کوئی طاقت شۂ ابرار سے
آپ کی روحِ مبارک کے تصور کو جدا
آپ یزداں آشنا ہیں جادۂ عشاق میں
خوبیٔ قسمت سے انور آپ کا ہے آشنا

○

یادِ شریف زندگی "سرتاج جملہ سالکیں
تاجِ اربابِ ولایت کے گراں قیمت نگیں
آپ ہیں بے شک جگر بندِ علیؑ مرتضیٰ
آپ ہیں لاریب نورِ چشمِ ختم المرسلین
چودھویں کا چاند ہے جس کی ضیا سے مستنیر
آپ کو بخشا ہے قدرت نے وہی نورِ جبیں
پھونک دیتا ہے "وساوسی" کے خس و خاشاک کو
عارضِ حق آشنا کا ہر جمالِ آتشیں
خواجۂ عثمانؒ ہارونی بنے ہیں آپ سے
عارفین و کاملین کے دستگیرانہ معینؒ
صاحبِ گنجینۂ اسرارِ وحدت ہو گئے
آپ کے سب فیضیابِ دیدۂ حق آفریں
آپ کے دامانِ رحمت کا اگر سایہ ملے
ہو نہیں سکتا کبھی انورؔ پریشان و غمیں

خواجۂ عثمانؒ تاجدارِ یقین
رشدِ مرشدِ خواجۂ معین الدین
صبغۂ مصورِ علومِ وفا
کعبۂ آرزوئے اہلِ یقین
منسلک روز و شب مدینے سے
ملہمِ روحِ پاک سرورِ دیں
نکتہ دانِ "الوہیتِ" ہمہ تن
معنیِ دعوتِ کلامِ مُبیں
کون ہے آپ سا زمانے میں
لیکن اس کا جواب کوئی نہیں
"قل ہو اللہ" کے خزانوں کا
آپ کا دل ازل کے دن سے امیں

لا الٰہ کے بعد الا اللہ
آپ کا مقصد تلاشِ حسین
آپ کا ہر قریب جانِ رسول
آپ سلطانِ انبیا کے قریب
آپ، فرمائیں آپ کا انور
جامیِ عصر ہو گیا کہ نہیں

○

مولیٰ علی کا ہند میں قائم مقام ہے
تو نائبِ رسول علیہ السلام ہے
خواجہ "معینِ" دین شہنشاہِ دو جہاں
اونچا صفِ سلوک میں تیرا مقام ہے
تجھ کو ملیں "غریب نوازی" کی رفعتیں
تو دستگیرِ سلسلۂ خاص و عام ہے
اسلام کے ظہورِ مقدّس سے منسلک
تیری حیاتِ عشق و وفا کا نظام ہے
اجمیر کو بجا ہے مدینہ کہوں اگر
حاصل تجھے وہ نسبتِ خیرالانام ہے
ہر بادشاہِ مملکتِ شیوۂ رضا
واللہ آستانے کا تیرے غلام ہے

روزِ ازل سے تا بہ ابد مرشدِ عظیم
نسبت سے تیری فیض کو حاصل دوام ہے
تیری حدیثِ دل ہے حدیثِ شہِ اُمم
اللہ کا پیام ہی تیرا پیام ہے
ہر ہر نفس خدا کی قسم شاہِ اولیا
انورؔ ترا شریک درود و سلام ہے

خوابِ گلِ لالہ

انورؔ صابری

○

قطب الاقطاب خواجہ قطب الدینؒ
جانشین معین دینِ متین
مردِ حق ہیں شہیدِ راہِ وفا
شیرِ یزداں کی دولتوں کے امیں
کشتۂ ناز "خنجرِ تسلیم"
مقصدِ عشق کی دلیلِ مبیں
"غرقِ بحرِ شہود" ذاتِ خدا
ہوشمندِ رموزِ حکمتِ دیں
گوشۂ چشمِ سرورِ کونینؐ
سروِ نازِ حدیقۂ تمکیں
شرحِ نقش و نگارِ بزمِ الست
خطِ سبزاست و لوحِ عرشِ مُبیں"

بُت کدوں میں حرم کا درسِ خلوص
روحِ انساں کا حاصلِ تسکیں
مستِ آہنگِ ذوق و شوقِ سماع
محفلِ قدس کے ربابِ حسیں
اپنے انورؔ کی سب دعاؤں پر
آپ فرمائیں بار بار آمیں

یا فریدالدین شکرِ گنج خدائے ذوالجلال
شیخِ عالم ۔ مرشدِ دوراں ۔ امامِ وجد و حال
"صاحبِ صبر و رضا" "محبوب" "سرتاپا" "جمال"
آپ کی ہر صورتِ زیبا ہے تصویرِ کمال
پاک پٹن کے ہر اک ذرّہ میں اب تک جذب ہے
"سابقون الاولون" کا عکسِ تعبیرِ خیال
یہ حسین ابن علیؓ کی نسبتوں کا آئینہ
ہے محرم کی چھٹی کو آپ کا روزِ وصال
روشنی پر جس کی ظلمت چھا نہیں سکتی کبھی
آپ کا صابر وہی ہے آفتابِ لازوال
ہے زری زرنجش سلطان المشائخ کی حیات
آپ کی سیرت کا نقشہ آپ ہی کی اک مثال

آپ کی ادنیٰ توجہ لوگ کہتے ہیں جسے
اس سے ہو جاتا ہے ہر مجروح دل کا اندمال
تا قیامت آپ کا جاری رہے گا فیضِ عشق
ہیں امینِ رازِ رحمت آپ ہی بے قیل و قال
آپ کی نسبت پہ جب نازاں ہے انورؔ صابری
پُرسشِ محشر کے خطرہ کا نہیں کوئی سوال

○

یا علی احمد علاء الدین صابر السلام
مائۂ ناز و نیازِ حضرتِ خیر الانام
آپ کے عکسِ تجلّی ہیں نگاہِ عشق میں
حضرت شمسؒ و جلالِؒ پاک طینت خوش مقام
شیخ "عبدالحق ردولی" ہوں کہ "قدوسِ جہاں"
بارگاہِ اقدس و اعلیٰ کے ہیں ادنیٰ غلام
آپ کا "عرفانِ ذاتِ پاک" جب ممکن نہیں
کس کی جرأت ہے کرے اس مسئلے میں کچھ کلام
"حیرتِ توحیدِ یزداں" آپ کا عنوانِ عشق
جذب کی تکمیل عرفاں آپ کی نسبت کا نام
روحِ محبوبؒ الٰہی آپ کی محبوب ہے
آپ ہیں نظروں میں اہلِ دل کی محبوب "نظام"

بے خور و نوش آپ نے بارہ برس کاٹے ہیں یوں
جیسے ہر اک سال کے بُرہان تھے بارہ امامؑ
"قطبِ عالم" کی بدولت باہمہ حکمِ فریدؒ
مدتوں سے آپ کا جاری ہے ہر سو فیضِ عام
ہے قلندر مشرب و شیدائے ختم المرسلیں
انور مدحت سرا یعنی غلاموں کا غلام

○

بابا نظامِ الدینؒ سلطانؒ المشائخ فخرِ دیںؒ
دولتِ گنجِ شکرؒ کے صادق الفطرت امیں
آج تک روحوں میں جس کی جاوداں تنویر ہے
آپ نے روشنؒ کیا ہے وہ چراغِ عارفیں
آپ کے نقشِ قدم کا اللہ اللہ یہ کمال
ہے بلندِ عظمتِ افلاک دلّی کی زمیں
قاسمِ گنجینۂ اسلاف ہے ذاتِ حضورؒ
مانگنے والا کبھی خالی کوئی جاتا نہیں
آپ کی ہے ترجمانِ عشق خسرو کی زباں
آپ نے بخشا اُنھیں اپنا مذاقِ دل نشیں
آپ ہی کا ساری دُنیا میں ہے جاری فیض عام
آپ ہیں بابا فریدالدیں کے کامل جانشیں

کاسۂ عصیاں محبت کو عطا کی آپ نے
سجدہ پائے شوق کے عالم میں توقیرِ جبیں
دین و دنیا میں رہے گا باہمہ فخرِ نیاز
آپ کے عاشق کلیم اللہ کا فیضِ یقیں
صابری انور جسے کہتے ہیں سب جانِ "عزیز"
آپ ہی کا بندہ پرور ہے فدائے کمتریں

○

نصیرِ دینِ محمدؐ چراغِ بزمِ "نظام"
مریدِ صادق و کامل مرادِ عزمِ "نظام"
تری حیات کا ہر لمحہ سعادت زاد
جہانِ معرفتِ حق کا صاحبِ ارشاد
ملی طفیلِ اکابر وہ منزلِ محمود
جہاں صفاتِ ولایت کی ہر ادا موجود
تری زبان میں اعجازِ مُلہمانہ ہے
ترے کلام کا اندازہ والہانہ ہے
تری غزل ہمہ تن عشق کا جمالِ حسیں
تری لطافتِ الفاظ دل کش و شیریں
"فیوض جلوۂ محبوب" کی نگاہ ہے تو
امیرِ قافلۂ اہلِ خانقاہ ہے تو

باعتبارِ وفا دِل کی کائنات ہے تو
خلوصِ عشق کا سرمایۂ حیات ہے تو
خرد کا ماحصلِ وسعتِ جنوں تو ہے
نظر نظر کے لئے دعوتِ سکوں تو ہے
جو تیری نسبتِ کامل سے کام لیتا ہے
وہ دامنِ شہِ کونین تھام لیتا ہے

شمسؒ مخدومؒ خدا محرمِ اسرارِ علیؓ
ترکِ ایمان و یقیں مردِ فدا کارِ علیؓ

تیرے چہرے سے نمایاں رُخِ صابرؒ کا جلال
تیری صورت میں ہے سلطانِؐ مدینہ کا جمال

تو ہے لاریب گلِ گلشنِ عرفانِ فریدؒ
تیری آنکھوں میں خُمارِ مئے ایمانِ فریدؒ

حیرتِ جلوۂ وحدت ترا عنوانِ حیات
نشۂ کوثرِ بطحا ترا سامانِ حیات

عالمِ عشق میں تو وارثِ میراثِ ازل
چمن آرائے جہاں کی ہے تو پُر کیف غزل

صاحبِ رفعتِ ایقاں ہے ترا شوقِ شہود
منکشف ذات پہ ہے مسئلہ عینِ وجود

صابریت سے مرکب ترے اجزائے ضمیر
حُسنِ کردار بنوت تری ہستی کا خمیر
مشکلِ عشق ترے نام سے حل ہوتی ہے
تیری ہر بات مشیّت کا عمل ہوتی ہے
دولتِ صبر کی روحوں کو فراوانی دے
قرنِ اول کا ہمیں ذوقِ مسلمانی دے

○

زری زر بخش سلطان المشائخ کے امین خسروؒ
وفا پروردۂ دامانِ ختم المرسلینؐ خسروؒ
مقامِ قربِ محبوبِؒ الٰہی کا نشاں تو ہے
"نظام الدینؒ والملت" کا نقشِ جاوداں تو ہے
حدیثِ عشق کی تعبیرِ کامل ہے غزل تیری
کلام اللہ کی تفسیرِ کامل ہے غزل تیری
زبانِ یار کا حُسنِ بیاں تیری زباں میں ہے
عروجِ شوق کی معراج تیری داستاں میں ہے
تجلّی خانۂ عرفاں تری نظروں میں پنہاں ہے
حقیقت کا تجمّل دیدۂ حق بیں میں رقصاں ہے
تری صورت میں جلوے شیخؒ کی صورت کے ملتے ہیں
تری آنکھوں میں گلزارِ وفا کے پھول کھلتے ہیں

شہنشاہوں میں تجھ سے عالمِ فقرِ غیور آیا
خرد کی ظلمتوں میں عشق کی شمعوں کا نور آیا
شرف اتنے محبت نے تری کونین میں پائے
وہ پہلے تجھ تک آتے جو درِ محبوب تک آئے
دلِ انور کو بھی آگاہِ اسرارِ وفا فرما
جو تیرا تھا وہی ذوقِ غزل گوئی عطا فرما

○

"یا کمال الدینؒ علامہ" امامِ علمِ دیں
مستنیر جلوۂ نورِ چراغ عارفیں
جانشینِ مسندِ فیضانِ محبوبؒ و نصیرؒ
وارثِ "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" تاجدارِ دل فقیر
مونسِ بے چارگانِ پرسش۔ یوم النشور
خواجگانِ ماسبق کے جوہرِ مافی الصدور
صاحبانِ جذب و مستی کے امینِ سوز وساز
کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً کے محرم و دانائے راز
ملہمِ اسرارِ عرفاں مہبطِ انوارِ عشق
مالکِ گنجینۂ فیضانِ خوش آثارِ عشق
روح کی "معراج" کے منزل شناسِ زندگی
کہکشانِ معرفت میں آپ کی تابندگی

آپ جن کی آرزوؤں کا وسیلہ ہوگئے
سب کے سب وہ کامیابِ دین ودنیا ہوگئے
سورۂ "رحمان" کا آئینۂ حسن و جمال
آپ کی شانِ ولایت کا ہر اندازِ کمال
مستحقِ دعوتِ نقشِ دوامی ہوگیا
آپ کی نسبت سے جو مومن نظامی ہوگیا

یا جلال الدینؒ شمسؒ صابریؒ کے نورِ عین
در حقیقت مشہدِ راہِ محبت کے حسینؓ
دیدۂ اسلاف کے جانِ خمارِ جاوداں
بادۂ توحید کے رندِ بلا نوشِ جہاں
اہلِ دِل کو تیری عظمت کا نشاں معلوم ہے
سایۂ مخدومؒ کا پالا ہوا مخدومؒ ہے
جو تری نسبت کی تصویرِ مجسم ہوگیا
شیخ عبدالحقؒ وہی مخدومِ عالم ہوگیا
فاقہ مستی دولتِ صبر و رضا بنتی گئی
سنت خیر الوریٰؐ ہر اک ادا بنتی گئی
خضرِ دنیائے شریعت تابع عین الیقیں
درِ طریقت، واقفِ تعلیم ختم المرسلیں

ذکر تیرا دردمندوں کے لئے تسکین ہے
تو مجسم نسبتِ روحِ علاء الدین ہے
مرکزِ انوارِ خورشیدِ امامت بن گئے
تیرے کوچے کے گدا شاہِ ولایت بن گئے
روح کا اپنی مذاقِ عارفانہ دے ہمیں
ہر نفس پیغامِ فیضِ جاودانہ دے ہمیں

جلالِ شمسؒ صابرؒ کی ضیا مخدوم عبدالحقؒ
مقدس عارفِ ذاتِ خدا مخدوم عبدالحقؒ
رموزِ معرفت کے آشنا مخدوم عبدالحقؒ
امامِ اصفیا و اولیا مخدوم عبدالحقؒ
سلوک و جذب کی راہوں میں اربابِ طریقت کے
بہر گامِ سفر ہیں پیشوا مخدوم عبدالحقؒ
علی احمدؒ ۔ علاءالدین و سلطانؒ المشائخ کی
مکمل نسبتوں کا آئینہ مخدوم عبدالحقؒ
رہے گا تا ابد جاری خدا کے فضل و رحمت سے
ردولی کے کرم کا سلسلہ مخدوم عبدالحقؒ
مرادیں کامراں ہوتی ہیں اس کی دین و دنیا میں
جو توشہ کر کے مانگے ہے دعا مخدوم عبدالحقؒ

غلاموں میں تمھارے دیدۂ عالم نے دیکھی ہے
شہنشاہوں کے چہروں کی ادا مخدوم عبدالحقؒ

یہ ربطِ روح کا فیضان رُک سکتا نہیں ہرگز
ملا جو تم سے حق سے مل گیا مخدوم عبدالحقؒ

ازل سے جو چلی آتی ہے دریائے محبت میں
ہوا اُس کشتی کے تم ہی ناخدا مخدوم عبدالحقؒ

○

"سراج الدین" چشتی آفتابِ بزمِ ایمانی
چراغِ معرفت کے عارضِ تنویرِ روحانی
زعیمِ حلقۂ حق آشنا محبوبِ جانبازاں
باندازِ عروجِ معرفت بے مثل و لاثانی
نبی کی سیرتِ اطہر کے پیرو مرشدِ کامل
ز سر تا پا خلوص و ہمت و ایثار و قربانی
سلاطینِ زمانہ چومتے ہیں اُس کے قدموں کو
میسر ہو گئی جس کو درِ اقدس کی دربانی
خدا کے فضل سے کی آپ نے بازارِ عرفاں میں
جمالِ کبریا کے گوہرِ یکتا کی ارزانی
انھیں قیدِ الم سے کر دیا آزاد دنیا میں
جو تھے برسوں سے دامِ گردشِ گردوں کے زندانی

باخلاصِ محبت جس نے دیکھا روئے اقدس کو
نمایاں ہو گئے اس کے لئے انوارِ ربانی
مریدوں کی کئے فطرت میں پیدا جنبش لب سے
کلام اللہ کے اوصاف اخلاق مسلمانی
عروجِ عشق میں قربِ خداوندی کو پا کر بھی
نہ چھیڑا سازِ دل نے نغمۂ "ما اعظمُ شانی"

عارفِ مخدوم عبد الحقؒ امام اولیا
وجہِ استحکامِ ایمانِ نظامِ اولیا
علم کو سکھلا کے اسرارِ دل وجانِ رسولؐ
کر دیا ہے عشق کی صورت میں قربانِ رسول
آستانِ حضرتِ "صابرؒ" کے عنوانِ کرم
مصدرِ لطف و سخا تصویرِ شایانِ کرم
تا قیامت خوشہ چینِ باغِ فیضانِ علیؓ
سرگروہِ عاشقان وجاں نثارانِ علیؓ
"احمدی" گلزار کے سروِ خرامانِ بہار
تم نے بخشا گلشنِ عرفاں کو سامانِ بہار
ظاہری صورت میں تصویرِ عروجِ عارفاں
باطنی عالم میں تعبیرِ علاجِ عارفاں

درسگاہِ عشق کے استادِ پاکیزہ صفات
مصحفِ توحید کے آئینۂ حُسنِ "حیات"
تشنہ کامانِ وفا کے ساقیِ مے کش نواز
کوثرِ اسلاف کے پیر مغانِ پاکباز
جو نگاہِ فیض بارِ دل کا محرم بن گیا
دیکھتی آنکھوں نے دیکھا قطبِ عالم بن گیا

○

قطبِ عالم نازشِ بزمِ اکابرِ السلام
صاحبِ تجدیدِ دین جذب و مستی لاکلام
در کشائے حضرتِ مخدوم صابر جانِ عشق
زینتِ نقش و نگارِ منزل و دیوانِ عشق
شیخ عبدالحق کے عرفاں زادِ چشمِ حق نواز
بالمشافہ بیعتِ دستِ کرم سے سرفراز
یہ حقیقت حاصلِ ایماں سے فرمائی ہوئی
"باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی"
عالمِ توحید کے بارے میں تو نے سچ کہا
"خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا"
قابلِ تکریم ہے یہ قول تیرا برملا
گفت قدوسِ فقیرِ در فنا و در بقا

تو ہے مختارِ مکمل فخرِ بزمِ صابری
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تیرے اسمِ ذات سے وابستہ عرفانِ خدا
تو یقیناً ہے مرادِ مرتضیٰ و مصطفےٰ

روح کے ہونٹوں پہ تیرا نام جب آجائے ہے
نغمۂ توحید احساسات کو تڑپائے ہے

کنوزِ چشت کے مختارِ عام "علم الدینؒ"
فقیر درگہِ خیر الانام علم الدینؒ
ریاضِ خواجۂ اجمیر کے گلِ خوش رو
امیدِ بہار حسیں سروِ باغ "الاہو"
بلندِ عرشِ وفا جذبۂ رضا تیرا
معینِ ولولۂ عشق ہے خدا تیرا
سفینۂ دلِ ایماں کا پاسباں تو ہے
ملائکہ کا محبّت میں ہم زباں تو ہے
تری ارادتِ صادق ضمانتِ دل وجاں
تری نگاہِ صداقت ہے ہادیِ دوراں
جو تیری بارگہِ ناز کا سلامی ہے
وہ مستحقِ کراماتِ حق دوامی ہے
رضائے حق کا وسیلہ ہے صرف نام ترا
ہمارے سر پہ ہے دامانِ فیضِ عام ترا

مرشدِ طالبانِ دیں محمودؒ
شیخ راجن مرادِ غیب وشہود
تیری ہستی کے آئینے میں ہے
قدرتِ حق کا نورِ ذاتِ وجود
تیرے اوصافِ زندگانی ہیں
بزمِ اربابِ دیں میں لا محدود
تیری آنکھوں کے اک اشارے سے
ہوگئی عقدۂ وفا کی کشود
محفلِ ہند جگمگا اٹھی
اللہ اللہ ترے فیوضِ ورود
تیری لوحِ جبیں سے ظاہر ہے
جلوۂ ذاتِ کبریا کی نمود
تجھ پہ نازل ہوں رحمتیں ہردم
ہمہ غرقِ سلام وجذب درود

٥

اے "جمال" و "حسن" "محمدؐ" دیں
مخزنِ علم اولیں کے امیں
آپ دونوں کی ذاتِ اقدس ہے
بزمِ عرفاں کی حاصلِ تزئیں
آپ کے حاشیہ نشینوں میں
محفلِ قدس کے ہیں گوشہ نشیں
آپ اپنی مثال ہیں دونوں
آپ کا کوئی بھی جواب نہیں
آپ ہیں گوہرِ خزینۂ عشق
آپ ہیں تاجِ معرفت کے نگیں
آسمانوں کے حق میں باعثِ ناز
آپ کے مرقدِ حسیں کی زمیں
ہر دعائے لبِ غلاماں پر
آپ کہتے رہیں سدا آمیں

○

شہِ جہانِ وفا اہلِ معرفت کے امام
بنامِ شیخ محمدؐ ہزار بار سلام
"حسن" کی آنکھ کا تارا ہے ہر نظر ان کی
ہمارے دل کا سہارا ہے ہر نظر ان کی
فروغِ محفلِ یحییٰ انھیں کے دم سے ہے
ضیائے عارضِ لطحا انھیں کے دم سے ہے
سنور کے بارگہِ عشق کے خزینے میں
انھیں کا لختِ جگر دفن ہے "مدینے" میں
"کلیمِ پاک" انھیں کے ہیں فیض یابوں میں
یہی ہیں حاصلِ تعبیر حق کے خوابوں میں
انھیں کا مرکزِ انعام دیں "جہاں آباد"
جہاں سے ملتی ہے ہر اک سوالِ شوق کی داد
وسیلہ ان کا ہے کافی ہر ایک مشکل میں
یہ کام آتے ہیں ہر اک وفا کی منزل میں

نظام الدین شہِ اورنگ آباد
ہے جن کی روح فیضِ عشق سے شاد
نظامی سلسلے کی جان ہیں یہ
خدا رکھے خدا کی شان ہیں یہ
حریمِ عارفاں کی شمع محفل
رہِ صدق و صفا کے دل کی منزل
امامِ وقت ممتازِ دو عالم
رموزِ سرورِ عالم کے محرم
عروج آگاہ عزمِ پاکبازاں
امیر حلقہ ارباب نازاں
ہمہ تن فرعِ اصلِ جذب و مستی
مجسم آشنائے اوجِ ہستی
بروحِ پاک او ہر دم سلامے
فقیر شاہ فطرت خوش مقامے

فخرِ دیں - فخرِ جہاں - فخرِ زمیں - فخرِ زمن
آپ ہیں "چشت" کے خورشیدِ تصوف کی کرن
دانش و حکمتِ آئینِ شریعت ہیں آپ
ماحیِ بدعت و سرتاجِ طریقت ہیں آپ
"بزمِ محبوبِؒ الٰہی" کے چراغ ازلی
از ازل تا بہ ابد وارثِ میراثِ علیؓ
منکشف نکتۂ اسرارِ جہاں آپ پہ ہیں
مہرباں خالقِ انوارِ جہاں آپ پہ ہیں
آپ کی ذات میں ہیں جذبِ کمالاتِ رسولؐ
آپ ہیں آئینۂ جلوۂ حالاتِ رسولؐ
یہ شرف عشق نے تا حدِ وفا بخشا ہے
قطب الاقطاب کا آغوشِ بقا بخشا ہے
اے کہ با سلسلۂ زلفِ دراز آمدہ
فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ

○

"شہِ نیاز" متاعِ گراں بہائے حسینؓ
ز فرق تا بہ قدم ناز آشنائے حسینؓ
نئے لباس میں تصویرِ جانِ محبوبیؒ
نگاہِ عشق میں جانِ جہانِ محبوبیؒ
امامِ عصر ۔ زعیمِ حیاتِ عشق و وفا
چراغِ معرفت کائناتِ عشق و وفا
ترا وجود مکمل دلیل جذبِ کمال
ترا جمالِ مجسم شہِ عرب کا جمال
مجددِ رہِ ایماں ترا شعورِ نظر
مرادِ قلبِ محمدؐ علی کے نورِ نظر
تو وجہ فخر ہے لاریب فخرِ دیں کے لئے
امینِ عظمتِ افلاک ہے زمیں کے لئے
کمالِ عشق کا سرمایہ دارِ ایماں ہے
ترا عزیز عزیزِ جہانِ عرفاں ہے

داتا گنج بخشؒ

اے مزاجِ انبیاؑ کے وارثِ حسنِ شعور
تیری نورانی جبیں آئینہ دارِ شمعِ طور
زمزمہ نغما سازِ بطحا کا تری آواز میں
تو نے کھولا عقدۂ "یوحیٰ" زبانِ راز میں
تیرے لفظوں نے معانی کا کیا "کشفِ حجاب"
"نغمہ زار قدس" کا ہر رگ تری تارِ رباب
"ضبطِ اسرارِ الٰہی" کا صحیفہ تیری ذات
جذب تھی تیری نظر میں معرفت کی کائنات

"خواجۂ اجمیر" کی رد حانیت کا تو "مشیر"
کاروانِ چشت تیری زلفِ نسبت کا اسیر
تیری ارواحِ اکابرؒ سے جو رسم و راہ ہے
تیرا مرقد عارفانِ حق کی چلّہ گاہ ہے
تا قیامت صاحب اورنگِ ایمانی ہے تو
منزلِ اربابِ دل کا خضرِ عرفانی ہے تو
اولیا کی سیرتوں کا تو حسیں عنوان ہے
تیرے بارے میں مرا اس شعر پر ایمان ہے
گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

سہروردی سلسلے کے تاجدارِ سوزِ جاں
عشق کا چارہ گرِ دل آپ کا دردِ نہاں
نیّرِ برجِ سعادت آفتابِ عرشِ دیں
مہرِ ضوبارِ حقیقت شمعِ عرفان و یقیں
"رحمتِ کونین" کی تعلیم کے عنوانِ فیض
عام فرمایا جہاں میں آپ نے سامانِ فیض
اپنے اندازِ تکلم سے بکھیرے حق کے پھول
آپ کی آواز صوتِ بلبلِ باغِ رسولؐ

شُربِ صہبائے نبوت آپ کا شغل مدام
آپ سے وابستہ ہے "اسلام" کا زریں نظام
بیخودی میں آپ کی شامل خرد کا احترام
مے کدے کا آپ کے مے کش نہ دیکھا تشنہ کام
زُہد کی معراج کا پیغام تھا ذوقِ سجود
خضرِ اربابِ شہود و واقفِ رازِ "وجود"
انتہائے عشق میں بھی تھا ادب روحِ حیات
فاسق و فاجر بنے صحبت میں آکر خوش صفات
ہر نظر میں صاحبِ ایمان پیدا کر دئے
دین کی تبلیغ کے سامان پیدا کر دئے

شاہ بہاء الدّین زکریا ملتانی رح

رہنمائے دین و ملّت السلام
بستۂ زلفِ نبوت السلام
ہادیٔ راہِ شریعت السلام
رہبرِ اہلِ طریقت السلام
بے مثالِ زہد و طاعت السلام
کاملِ شغلِ ریاضت السلام
پیکرِ تعمیلِ سنّت السلام
ماحیٔ اطوارِ بدعت السلام

سرورِ گلزارِ ولایت السلام
شمعِ تلقینِ حقیقت السلام
مسند آرائے ہدایت السلام
کاشفِ رمزِ رسالت السلام
فخرِ اخلاص و صداقت السلام
نازشِ صدق و دیانت السلام
محوِ ذاتِ خالقِ کون و مکاں
غرقِ دریائے محبت السلام
بھیک انور کو ملے عرفان کی
شاہِ سلطانِ سخاوت السلام

سید سالار مسعود غازی رح

غازیِ دین متیں سیدِ سالار ہو تم
دستِ اسلام میں اللہ کی تلوار ہو تم
ساری دنیا ہے تمہاری ہی عقیدت میں اسیر
گیسوئے سرورِ عالم میں گرفتار ہو تم
روز و شب پیشِ نظر اسوۂ حسنین رض رہا
واقفِ رتبۂ حیدر رض کرار ہو تم
کمسنی ہی میں چلے آئے مجاہد بن کر
عظمتِ ذوقِ شہادت سے خبردار ہو تم

باغِ توحید سجایا ہے وہ بہرائچ میں
کاتبِ بخت کی خاطر خطِ گلزار ہو تم
جس کی آواز سے گونجے تھے کبھی بدر و حنین
پھر اُسی نعرۂ تکبیر کی تکرار ہو تم
قرنِ اول کی شجاعت کو لئے بازو میں
عصرِ حاضر کے لئے خالدِ جرار ہو تم
پایا تھا ورثہ میں جو شیرِ خدا کے گھر سے
اس خزانے کی عطا کے لئے تیار ہو تم
سائل اس دستِ سخاوت کو دعا دیتا ہے
تم عطا کرتے ہو اور تم کو خدا دیتا ہے

خواجہ باقی باللہ ؒ

گنجینۂ بقائے ازل کے امینِ راز
پابندِ حکمِ سرورِ دین و شہِ حجاز
"فقرِ جمیل" حاصلِ سامانِ زندگی
صبرِ جلیل مرکزِ فیضانِ زندگی
درویشِ باخدا ہمہ سلطانِ اولیا
مقصودِ خاص حلقۂ عرفانِ اولیا
آئینِ شرعِ پاک کے سرمایۂ حیات
دل کی بلندیوں کے لئے عرشِ کائنات

فیضِ نگاہ کا یہ کرشمہ دکھا دیا
دیکھا جسے اُسی کو مجددؒ بنا دیا
تنویرِ عشق سوختہ جانوں کو بخش دی
فطرتِ بہشتِ گُل کی چٹانوں کو بخش دی
ذرّوں کو آفتابِ طریقت بنا دیا
روحوں کو رازدارِ حقیقت بنا دیا
تا عرش جس کا سلسلۂ فخر ناز ہے
"سرہند" اُس مزاج کا دانائے راز ہے
انورؔ کو کوثر سے عرفاں کا جام دو
اپنی بقاء کا جوہرِ عمرِ دوام دو

شیخ احمد سرہندیؒ

باقی باللہ کے سرچشمۂ دریائے کمال
علم اور عشق کا مجموعۂ ترکیبِ وصال
دین کے واسطے "تجدید" کی تکمیل ہیں آپ
اپنے اوصاف میں قرآن کی تفصیل ہیں آپ
"حق کے اثبات" کا "برہانِ خوش آہنگ" ہیں آپ
رنگِ اسلاف کا ہر خاکۂ یک رنگ ہیں آپ
عظمتِ فقر کو ہر حال میں منوا کے رہے
قیدِ زندانِ جہانگیر سے ٹکرا کے رہے

"ادب آموزِ شریعت" ہے طریقت کا اصول
فطرتِ حق نہ ہوئی آپ کی جانب سے ملول
"پاسِ ناموسِ نبوت" کے امام ازلی
روحِ "بوبکر" کے لاریب نظر زاد ولی
ہے مکاتیب کا آغوش کہ تصویرِ حیات
بحرِ احیائے حقیقت ہے فقط آپ کی ذات
"روضۂ پاک" میں انوارِ خدا ملتے ہیں
غنچے ادراکِ حقیقت کے یہیں کھلتے ہیں
کامراں سینۂ انور کی یہ فریاد کریں
آپ اس دور میں اسلام کی امداد کریں

میراں شاہ بھیکؒ

عاشقِ روئے "معالیؒ" السلام
دولتِ عرفاں کے والی السلام
"پیر" کے جانباز و مخلص جانشیں
مُرشدِ اکمل برائے کاملیں
صابری فیضان کے خوانِ کرم
زندۂ جاوید نسبت کی قسم
عظمتِ ایماں کی تصویرِ کمال
شیخ کے آئینۂ حسن و جمال

اللہ اللہ عشق کا اوجِ صفات
بعد مردن بھی رہی زندہ حیات
ہر طلب کی داد فرماتے ہیں آپ
دل کو سوزِ جاں سے گرماتے ہیں آپ
بادۂ عمرِ ابد پیتا ہے عشق
نام لے کر آپ کا جیتا ہے عشق
ہوگیا حاصل وہ روحانی مقام
عرشِ اعظم تک پہنچتا ہے سلام
پھول باغِ عشق کے برسائیے
اپنے انور پر کرم فرمائیے

شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ

آئینۂ تجلّیٔ آفاق آپ ہیں
معراج و اوجِ روح کے مشتاق آپ ہیں
حُسنِ عمل سے عشق کو کامل بنا دیا
ہر کاروانِ شوق کی منزل بنا دیا
اسلام کے وقار کو عمرِ دوام دی
رندانِ دیں کو دعوتِ شُربِ مدام دی
"جذب و سلوک" بندۂ بے دام ہو گئے
دونوں خلوصِ عشق کا پیغام ہو گئے

تکمیلِ اتباعِ رسولِؐ انام کی
تشریح کی عمل سے نبی کے پیام کی
وہ نقشبندیت کے اصولوں کا پاس تھا
ہر جذبۂ حیات حقیقت اساس تھا
صدیقِؓ مصطفےٰؐ کی رفاقت پہ ناز تھا
آئینِ درسگاہِ رسالت پہ ناز تھا
یوں مصدرِ خلوص کا مشتق بنا دیا
روحِ وفا کو عارفِ مطلق بنا دیا
جاری مزارِ پاک سے فیضانِ عام ہے
حاصل وہ قربِ حضرتِ خیرالانام ہے

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

چشمِ خدا طلب میں "محمدؐ کا نور" تھا
چہرہ پہ رنگِ جوہر "مافی الصدور" تھا
"علم و جہاد و عشق" کو ربطِ عمل دیا
فکرِ خدا شناس کو ذوقِ غزل دیا
دل میں بڑھا کے خاص قرینے پہنچ گئے
قربِ شہِ عرب میں مدینے پہنچ گئے
کوئی مرید "قاسمِ خیرات" ہو گیا
کوئی "رشیدِ" منزلِ حسنات ہو گیا

احمدؐ حسنؓ ہے کوئی محمدؐ حسینؓ ہے
جو بھی ہے وہ نبیؐ کی نگاہوں کا چین ہے
طے کر کے اختلافِ مسائل کا مرحلہ
صادر کیا ہے "فیصلہ ہفت مسئلہ"
ذوقِ جنوں میں ہوش سے غافل نہیں رہے
ہر حال میں مدرسِ درسِ یقیں رہے
نکلی جو منہ سے بات کرامات ہو گئی
تصدیقِ دینِ پاک ہر اک بات ہو گئی
دورِ حبیبِ حق کا مزا یاد آگیا
وہ یاد آگئے تو خدا یاد آگیا

شاہ سلیمان تونسویؒ

سُلطانِ عشق ۔ مرکزِ عرفانِ مصطفےٰ
جانِ رسولؐ ۔ صاحبِ فیضانِ مصطفےٰ
بطلِ جلیل حلقۂ ایمانِ اولیا
با اوجِ روح ۔ دعوتِ شاہانِ اولیا
سرمایہ دارِ دولتِ دارینِ علمِ دیں
الطافِ کبریا کے امینِ رہِ یقیں
ہر اک ادا "غریب نوازی" کی رازدار
ہر اک نظر شرابِ نبوت سے پُرخمار
بلقیسِ معرفت کے سلیمان آپ ہیں
جسمِ حیاتِ دل کے لئے جان آپ ہیں

مولانا میر سید مہر علی شاہ رح

حضورِ سرورِ کون و مکاں کے شیدائی
حسینِ پاک امامِ جہاں کے شیدائی
ادب سرشت۔ ادب آشنا۔ ادب عنواں
باعتبارِ عمل شرحِ "سورۂ رحماں"
علیِ رض بابِ نبوت کے رازدارِ علوم
حدیثِ سیدِ عالم کا جاوداں مفہوم
وصال یابِ جمالِ چراغِ نورِ حضورؐ
جہانِ عشق و محبت کے ماہرِ دستور
جو کیف دیدۂ ہر اک ولی سے ملتا ہے
وہ چشمِ "سید مہر علی رح" سے ملتا ہے

باباتاج الدّین ناگپوریؒ

سالک و مجذوب۔ عارف۔ پاک طینت خوش نظر
فیضیابِ بارگاہِ سیّد خیر البشرؐ
تاج دارِ ملکِ عرفاں بادشاہِ عارفاں
خضرِ دنیائے طریقت۔ رہنمائے سالکاں
باہمہ بے ہوشی ادراکِ احساس و شعور
ہوش مندِ اوجِ مستی۔ پیکرِ شکر و سرور
ناظمِ بزمِ زمانہ قطبِ دوراں بے گماں
ناشناسِ مرگِ ہستی روحِ عمرِ جاوداں
پڑگئی جس پر نظر وہ مردِ کامل ہوگیا
"تاج" کے صدقے میں تاجِ فرقِ ایماں ہوگیا

حاجی وارث علی شاہؒ

احرام پوشِ راہِ حریم حجازِ عشق
رنگیں مزاج شاہدِ ساز و نیازِ عشق

پیشِ نگاہِ شوق "ہمہ اوست" کا جمال
مے خانۂ رسولؐ کے غرقِ مئے وصال

ہنگامۂ "فنا" کے "بقا" یافتہ فقیر
دنیائے جذبِ عشق کے دانائے بے نظیر

کیوں اس کا رازدار فدائے خبیر ہے
"دیوہ" بہشتِ سینۂ روشن ضمیر ہے

تنویرِ مہرِ عشق سے تابندہ ہو گیا
مارا جسے نگاہ سے وہ زندہ ہو گیا

شاہ سیّد امداد علی قادری بھاگلپوریؒ

مصحفِ عرفاں کی تفسیروں کے عنوان جلی
مرشد و غوثِ زمانہ "شاہ امداد علیؒ"
عالمِ علم لُدنّی ۔ جوہرِ عین الیقیں
ہادیٔ راہِ طریقت جانشینِ کاملیں
ہر نظر میں کیفِ ایماں۔ سکرِ عرفاں در نگاہ
حق مزاج و حق سرشت و حق نواز و حق پناہ
غوثِ اعظم شاہِ جیلاں کے امینِ رازِ جاں
عشق کی نسبت کو حاصل روحِ فیضِ جاوداں
پڑ گئی جس پر نظر اہلِ یقیں وہ ہو گیا
مرتبہ میں فخرِ "شیخ العارفیں" وہ ہو گیا

شاہ محمد مخلص الرحمٰن قادری جہانگیر شاہ رح

دربار مرزا کھیل شریف ضلع چاٹگام

جانشینِ شہ امداد علی غوثِ زماں
صاحب اوجِ عمل ہادیِ بزمِ دوراں
آپ ہیں "مخلصِ رحمان" ولیِ کامل
آپ کے زیرِ قدم عشق و عمل کی منزل
آپ کی ذات سے جو ربط و قار رکھتا ہے
آبرو اُس کی دو عالم میں خدا رکھتا ہے
قادریت کے لئے مرکزِ تعمیری ہیں
واقعی آپ کے اوصاف "جہانگیری" ہیں
دولتِ عشق بعنوانِ جلی ملتی ہے
آپ کی روح کو "امداد علی رح" ملتی ہے

شاہ سیّد محمد عبدالحی قادری جہانگیری رح

دربار مرزا کھیل شریف ضلع چاٹگام

اولیا کے جادۂ عرفاں میں خضرِ زندگی
آپ کے چہرہ میں ہے اسلاف کی تابندگی
آپ ہیں رمز آشنائے "جانِ شیخ العارفین رح"
آپ پر سایہ فگن دامانِ ختم المرسلین صلعم
مُرشدوں کے مُرشد و ہادی امامِ اہلِ دیں
نائب و مسند نشینِ رحمۃ اللعالمین
آپ نے بخشا ہمیں ذوقِ محبّت کا صلہ
جو ملا ہم کو وہ سب کچھ آپ کے در سے ملا
جس کے سر پر آپ کے الطاف کا سایہ رہا ہے
کیوں نہ اونچا اُس کا اپنے دور میں پایہ رہا ہے

مولانا محمد عبد القدیر شاہ رح

قادری، جہانگیری دہلوی

پیرو راہِ شریعت ہادی روشن ضمیر
عالمِ پاکیزہ فطرت حضرت عبد القدیر رح
محرم و آگاہِ سرِّ ذاتِ ربّانی ہیں آپ
شمعِ دربارِ محی الدین رح جیلانی ہیں آپ
آپ کا جب نام لیتا ہوں با حوالِ زبوں
روح کو آرام ملتا ہے مرے دل کو سکوں
قربِ سلطان المشائخ اس طرح راس آگیا
آپ کو پایا ہے جس نے وہ خدا کو پا گیا
آپ کے لفظوں میں تھی تاثیر صوتِ جبرئیل
آپ کا ہر اک مرید باصفا مردِ "جمیل"